از جناب ڈاکٹر محمد حنیف
چیئرمین شعبۂ علوم اسلامیہ اسلامیہ کالج
پشاور

عالم اسلام کے مسائل اور مصائب کا حل
ایک قرآنی نسخہ امن و سلامتی

اگر ہم خلوص دل سے یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں امن و امان قائم ہو اور ہمارا معاشرہ سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو تو اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے قلوب نور ایمان سے منور اور ہمارے اعمال زیور اخلاص و احسان سے مزین ہوں ہر کام میں خدا کی رضا جوئی ہمارا مطلوب اور اس کی ناراضگی سے ہمارا اجتناب ہمارا مقصود ہو بس اسی طرز عمل میں ہماری مشکلات و پریشانی کا حل موجود ہے اور اسی میں مسلمانوں کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ○ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ○[1]

متذکرہ بالا آیات میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ ایمان اور تقویٰ کے جامع ہوں وہ اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں فوز و فلاح کی بشارت ہے نہ ان پر آئندہ کا کوئی خوف ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہو جانے سے غمگین ہوں گے اللہ کے وعدے اٹل ہیں، ضرور پورے ہوں گے اور یہ بشارت دارین بڑی کامیابی ہے۔

خوف خدا علم کی بدولت حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب بندہ اللہ کی ذات و صفات اور روز جزا و سزا پر یقین کر لیتا ہے تو مالک یوم الدین کی قوت و جبروت کو پیش نظر رکھ کر خوف محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اطاعت و عبادت کرنے لگتا ہے اور بالآخر یہ سلسلہ قرب خداوندی پر منتج ہو کر اس کا ثمرہ سکون و اطمینان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کے دل میں جب ایک بار اللہ کا خوف جاگزین ہو جاتا ہے تو نتیجۃً اس کے اندر کی کائنات بدل جاتی ہے اور اس کے عقائد و اعمال میں ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ نباض انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

أَلَآ إِنَّ فِى ٱلْجَسَدِ لَمُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ ٱلْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا

خبردار! بے شک بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست

---

[1] سورۃ یونس ۱۰۔ آیات ۶۲ - ۶۴

فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ [1]
رہتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے جان لو وہ گوشت کا لوتھڑا دل (خوف خدا کا مرکز) ہے۔

انسانی جسم میں گوشت کی اس بوٹی (قلب) کو ایک نمایاں اور ناپید اکار اہمیت حاصل ہے اس پر انسان کے جسمانی اور روحانی صحت کا دارو مدار ہے اور کوئی عمل اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں دل کا اخلاص شامل نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ بھی اسی "عرش رحمانی" فہم ادراک کے نشیمن اور تقویٰ کے مصدر و منبع پر مرکوز رہتی ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ [2]
بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں (کے اخلاص و تقویٰ) کو دیکھتا ہے۔

خوف خدا انسانی شخصیت اور انسانی معاشرت کی تعمیر و تشکیل میں بنیادی اور نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دل میں خوف خدا نہ ہو تو نیت اور عمل پر کوئی پابندی نہیں رہتی اور اس طرح سارا دنیاوی نظام فساد و بگاڑ کا شکار ہو کر درہم برہم ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تمام نیکیوں کی محرک مذہب کی جان اور دینداری کی روح ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیک وقت خوف اور امید کا تعلق رہنا چاہیئے بنیادی تعلق امید کا ہوتا ہے لیکن اگر اس پر خوف خدا کا پہرہ نہ رہے تو انسان بے پرواہ اور غافل ہو جاتا ہے۔ امید انسان کی ترقی کا زینہ اور ذریعہ ہے اور خوف اس کے پیش رفت اور ترقی کی نگہداشت کرتا ہے۔

اسلام انسان کو خوف اور امید کے بیچ کی شاہراہ میں کھڑا کرنا چاہتا ہے کیونکہ تنہا خوف نا امیدی کا باعث بنتا ہے جبکہ محض رحم و کرم کے بھروسے پر جینا انسان کو خود سر اور آزاد طبع بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن عظیم الشان میں رب العالمین نے اپنے محبوب اور منظور نظر بندوں کا ایک وصف یہ بیان فرمایا ہے۔

تتجافی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا [3]
اہل ایمان (اللہ کے ذکر و فکر میں مشغول رہ کر) شب بیداری کرتے ہیں اور خوف و اُمید سے اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں

---

[1] بخاری شریف جلد اول کتاب الایمان باب مَنْ اِسْتَبْرَأَ لِدِیْنِہٖ حدیث ۵۱

[2] ابن ماجہ جلد سوم ابواب الزہد باب قناعت

[3] ۱۶ : سورۃ السجدہ ، ۳۲

تمام اسلامی احکام کا مقصد انسان کے اندر تقویٰ اور خوف خدا پیدا کرنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝[1]

اللہ کے احکام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

اسلامی نظام حیات میں عبادات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے مگر اس بنیاد کی قرارگاہ بھی تقویٰ اور خوف خدا ہی پر قائم ہے ارشادِ خداوندی ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝[2]

لوگو! اپنے پروردگار جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا، کی بندگی اختیار کرو تاکہ تم میں تقویٰ (خوف خدا) پیدا ہو۔

اللہ تعالےٰ نے ہر اہم اسلامی عبادت کا مقصد بھی یہی تقویٰ بیان فرمایا ہے چنانچہ صیام رمضان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝[3]

اے ایمان والو! تم پر (رمضان کے) روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم میں سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

قربانی کے بارے میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ[4]

اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانی کا گوشت و خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تمہارا تقویٰ مطلوب ہے۔

نماز کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ[5]

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد (تقویٰ) ہی بڑی چیز ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے مقام پر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کا مرکزی مضمون بھی تقویٰ اور خوف الٰہی کی تلقین کرتا ہے آپ نے فرمایا۔

"میں تمہیں تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہترین تلقین کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسے آخرت کے لیے آمادہ کرے اور تقویٰ کا حکم دے۔"

---

[1] سورۃ بقرہ ۲ : ۶۳ [2] البقرہ : ۲ : ۲۱ [3] البقرہ : ۲ : ۱۸۳ [4] سورۃ الحج : ۲۲ : ۳۷
[5] سورۃ العنکبوت : ۲۹ : ۴۵

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود، حاضر و ناظر اور ہر چیز کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ دل میں جب کوئی خیال اٹھتا ہے تو اس سے قبل کہ ہم اس سے آگاہ ہوں اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے لہٰذا انسان پر ہر حال میں خدائے واحد و یکتا کا خوف طاری رہنا چاہیئے خواہ وہ آقا ہو یا غلام، مزدور ہو یا کارخانہ دار، دولت مند ہو یا نادار، افسر ہو یا ماتحت اور معلم ہو یا متعلم۔ انسان کے اس طرزِ فکر و عمل سے یقیناً بد دیانتی، ظلم و ستم ہو جائے گا، کام چوری اور فساد و بگاڑ کا خاتمہ ہو جائے گا، ہر سطح پر نظامِ زندگی اصلاح پذیر ہو جائے گا کیونکہ انسان کو ذمہ داری کا احساس دلانے کا یہی موثر ذریعہ ہے اور اس طرح انسان کا وجود یقیناً مخلوقات کے لیے باعثِ رحمت اور موجبِ راحت ثابت ہوگا۔

یہ دنیا رنگینیوں کی جلوہ گاہ ہے کائنات کی ہر چیز انسان کے فائدے کے لیے پیدا کی گئی ہے اور شرعی حدود کے اندر رہ کر یہاں کی نعمتوں اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے پر مامور کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کے جوش میں جو لوگ تشدد و تعمق کا رویہ اختیار کر کے حلال کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں تو قرآن اس طرزِ عمل کو " رہبانیت " کا نام دیتا ہے اور پیغمبرِ اسلام نے " لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ " کا اعلان کر کے دنیاوی آسائشوں کو مطلقاً ترک کر دینے کو ممنوع قرار دیا ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے وہ کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ تقویٰ (طاعت و عبادت) کے سلسلے میں بھی یہی فطری اصول کار فرما ہے ارشادِ ربانی ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [۱]

اپنے بس اور استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ حدود کے اندر رہ سکتا ہے اور انسان کو دنیا میں گناہوں سے بچ بچا کر چلنے کا سلیقہ بتاتا ہے اور اس کی بنا پر وہ اپنے دامن کو صغائر و کبائر اور مشتبہات کی آلودگی سے محفوظ رکھتا ہے جو قربِ خداوندی کا اصل ذریعہ ہے۔

جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف موجود ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے اور ان کا ساتھ دے کر ان کی مدد فرماتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ [۲]

(لوگو) خدا کا خوف کرو اور جان لو کہ جو لوگ اللہ کا خوف رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے (اور اس طرح اللہ کی دوستی اور معیت ان کو حاصل ہوتی ہے)۔

نظامِ کائنات کے چلانے اور مخلوقات کی پرورش میں اسباب ظاہری کے پردے میں ربّ العالمین کا ہاتھ کارفرما رہتا ہے نادان اور کوتاہ نظر لوگ صرف اسباب پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور دانا اور عقلِ سلیم رکھنے والے دور اندیش

---

[۱] ۱۶ : سورۃ التغابن : ۶۴ [۲] ۱۹۴ : البقرہ ۲ ،

مرت سباب ظاہری کے اندر پروردگارِ حقیقی کو پہچان لیتے ہیں ۔ انبیائے کرام اور اہل معرفت اس قدرتِ الہیہ کا
ماہدہ کرتے ہیں جو ان اسباب کے پردوں میں کارفرما ہوتی ہے اور جو درحقیقت ہر کام کے وجود میں آنے کی اصلی علت
دتی ہے اس لیے ان کا رُخ اپنی ہر مشکل میں اسی بے نظیر و بے مثال قدرت کی طرف ہوتا ہے جس کے حصول کی تدبیر
مد تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہے اور اللہ کی رضا کے حصول کا طریقہ اس کی اطاعت ہے ۔ اطاعت و فرمانبرداری
ے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور رضا سے اللہ کی نصرت و معیت نصیب ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے
تھ ہو سارے عالم کی طاقتیں اس کے ساتھ ہو جائیں گی ۔

ظاہر پرست لوگ دنیا کی ایک ایک طاقت کو مسخر کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں مگر علم نبوت کے فیض یافتہ
ات اسی ایک قوت کی معیت کی فکر میں ہوتے ہیں جس کے ساتھ ہونے سے سارے جہان کی قوتیں ساتھ ہو جاتی ہیں
اللہ کی ذاتِ اقدس پر بھروسہ کرتے ہوئے تمام خوفوں سے بے خوف ہو کر سکون و اطمینان کے مقام پر فائز ہو جاتے
ہیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جس وقت حملہ آور فرعونی لشکر اور دریائے قلزم کے نرغے میں پھنس کر
ہنے لگی کہ ہم تو پکڑ لیے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے قوم کو اسی معیت الہیہ کا سہارا بتلایا اور فرمانے لگے ۔

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي ہرگز ایسا نہیں ہوگا ، میرا رب میرے ساتھ ہے
سَيَهْدِينِ [1] وہ مجھے ابھی راستہ بتلا دے گا!

اسی طرح غارِ ثور میں جب کفار مکہ غار پر پہنچ کر قسمیں کھا رہے تھے کہ محمدؐ اس جگہ کے سوا اور کہیں نہیں
۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کی گفتگو سن رہے تھے تو سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک وقت
جیز کا سہارا لیا وہ یہی معیتِ الہیہ تھی ۔ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمانے لگے ۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [2] تم فکر نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ایک بار اللہ تعالیٰ کا خوف انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس کے اندر
بے پناہ قوت جنم لیتی ہے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی وہ خدا کی نصرت و معیت کے سائے میں پناہ
سری تمام مادی قوتوں سے بے نیاز اور بے خوف ہو جاتا ہے ۔ اس کے کانوں میں ہر دم " اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ
" (کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے ؟) کی صدا گونجتی رہتی ہے اور اس صدا کا جواب وہ صدقِ دل سے
دیتا ہے کہ یقیناً وہی کافی ہے اور اگر اس سے تعلق قائم ہے تو سب کچھ حاصل ہے اور اگر اس کے تعلق سے دل
ہے تو ہر چیز سے محروم رہے گا جس کے نتیجے میں دل ہر قسم کے غموم و ہموم کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور اس کا
ن و اطمینان غارت ہو جاتا ہے ۔ مخلوقات کے ضرر کا خوف اس کا احاطہ کرتا ہے اور عمر عزیز اسی خوف سے پاد

[1] سورۃ الشعراء : ۲۶ ؛ ۶۲ [2] سورۃ التوبہ : ۹ ؛ ۴۰

کی تدابیر میں ضائع کرکے دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

اللہ کے نزدیک تقویٰ اور خوف خدا ہی معیار فضیلت ہے اور اللہ کی درگاہ میں سب سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہو اور جو اللہ کے نزدیک بڑا اور معزز ہو وہی حقیقت میں بڑا ہوتا ہے اگر دنیا والوں نے بڑا سمجھا مگر اللہ کے نزدیک ذلیل رہا تو دنیا کی یہ بڑائی اس کے کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ اعزاز و شرافت کا معیار قرآن مجید یہ بیان کرتا ہے۔

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ	اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت
مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ	(آدم و حوا) سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا	اور خاندان بنا دیا تاکہ ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ	بے شک تم میں سے اللہ کے زیادہ معزز وہ ہے
أَتْقَاكُمْ [1]	جو تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔

اسلام رنگ و نسل کو کوئی اہمیت نہیں دیتا در اصل یہ ایک شیطانی تصور ہے۔ شیطان کو جب حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم بجالانے کے لیے کہا گیا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ [2] یعنی مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اُس (آدمؑ) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اسی تصور کے رد و ابطال میں سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَىٰ أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِأَعْجَمِيٍّ عَلَىٰ عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَىٰ أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَىٰ أَحْمَرَ وَلَا فَضْلَ لِلْأَنْسَابِ [3]

مطلب یہ کہ اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو سفید فام پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے اور نہ نسل و نسب کوئی معیار فضیلت ہے۔

خوف خدا انسان کو لازوال زندگی اور دائمی شہرت بخشتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے جاہ و جلال اور تخت و تاج والے سلاطین بے نام و نشان ہو گئے مگر کتنے گدڑی پوش، بوریا نشین مردان خدا ایسے ہیں کہ صدیاں گذر جانے کے باوجود آج بھی ان کا نام زندہ ہے اور تا قیامت زندہ و تابندہ رہے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

قرآن کریم دین و دنیا دونوں کی بھلائی کا داعی ہے وہ تسخیر کائنات اور سائنسی علوم کی ترقی کا پیغام دیتا ہے وہ

---

[1] ۱۳ : سورۃ الحجرات : ۴۹۔ [2] ۷۶ : سورۃ ص : ۳۸۔ [3] مسند امام احمد حنبل ج ۵ ص ۴۱۱

دنیاوی آرام و آسائش اور جائز عیش و عشرت کا قطعاً مخالف نہیں ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ اسلام دنیاوی امور کو حدود کے اندر رکھ کر اسے انسانیت کے لیے باعث رحمت بنانا چاہتا ہے کیونکہ حدود و قیود سے آزاد انسان اپنی خودغرضی، کم علمی اور نفس پرستی کے گرداب میں پھنس کر ایسے اقدامات کا مرتکب ہو جاتا ہے کہ عروج و ترقی کے یہ تمام کام ہلاکت و تباہی کا موجب بن جاتے ہیں اور آخر کار دنیا سکون و اطمینان سے محروم ہو کر ماتم کدہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج باوجود ظاہری مادی ترقی کے ساری دنیا کتنی تکالیف اور مصائب سے دوچار ہے چاروں طرف سے خوف نے انسانیت کا گھیراؤ کیا ہوا ہے ایک طرف اگر طاقتور کے ہاتھ کمزور کے خون سے رنگین ہیں تو دوسری طرف غربت و افلاس کا بھوت ہر ایک کے ذہن پر سوار نظر آتا ہے جس نے انسانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان تمام مصائب و مسائل سے نجات کا حل یہ بتایا ہے کہ اللہ کا خوف اپنے اندر پیدا کرو۔ تقویٰ اختیار کرو سکون و اطمینان نصیب ہو جائے گا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ [1]	اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی اور کشادگی پیدا کرتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا بس اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ خوفِ خدا غربت و افلاس سے حفاظت اور مسائل و مشکلات سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے اس میں مشکلات کا حل موجود ہے اور اگر تم خوفِ خدا کے ہتھیار سے مسلح ہو کر مصائب و آلام کا مقابلہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا [2]	اور جو کوئی اللہ کا خوف اختیار کرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا کر دے گا اس کے گناہ اس سے دور کرے گا اور اسے اجر عظیم ملے گا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے تو وہ نفیاً اور اثباتاً دونوں طرح سے فائدے میں رہتا ہے کیونکہ ایک جانب وہ سلب مضرت "يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ" سے بہرہ مند ہوتا ہے تو دوسری طرف جلب منفعت "وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا" سے سربلند و سرفراز رہتا ہے جو واقعتاً بہت بڑی کامیابی ہے۔

---

[1] ۲-۳ ؛ سورۃ الطلاق ، ۶۵ [2] ۴-۵ ؛ الطلاق : ۶۵

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ؁[1]

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اور اللہ کا خوف رکھے گا اور اس کی نافرمانی سے بچے گا بس یہی لوگ کامیاب ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ؁[2]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو اللہ تمہارے اعمال قبول فرمائے گا تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اعمال کی اصلاح و قبولیت اور گناہوں کی مغفرت خوف خدا اور قول صادق پر مرتب ہوگی اس کی بدولت سارے اعمال درست ہو جائیں گے جس کا نتیجہ خدا کی رضامندی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اسی میں تمام کامیابیوں کا راز مضمر ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؁[3]

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے وہ نجات سے سرفراز ہوں گے۔

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؁[4]

جو لوگ اللہ کا خوف رکھتے ہیں ان کے حق میں یقیناً آخرت کا گھر کہیں بہتر ہے تو کیا اے لوگو! تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

کہ فکر آخرت چھوڑ کر اس فانی سامان دنیا کے سمیٹنے میں مشغول ہو۔ عقل و ہوش کا سہارا لو آخرت کی زندگی کو اپنا مقصود و مطلوب بناؤ اور اپنی ساری توانائیاں اسی فکر اور اسی تگ و دو میں صرف کرو تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی نصیب ہو۔ یہی اطمینان کا اصل سرچشمہ ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؁[5]

(اے لوگو!) جان لو۔ دلوں میں اطمینان صرف اور صرف یادِ الٰہی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

---

[1] ۵۲، سورۃ النور، ۲۴۔ [2] ۷۰، سورۃ الاحزاب ۳۳۔ [3] ۵۳، سورۃ النمل، ۲۷

[4] ۳۲، الانعام، ۶۔ [5] ۲۸، الرعد، ۱۳

قرآن کریم ایک طرف اگر ظاہری اسباب و ذرائع کے استعمال کی تلقین کرکے اہل اسلام کو وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ[1] کا درس دیتا ہے تو دوسری طرف یہ تاکید کرتا ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور استقلال و ثابت قدمی سے کام لو دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ فرماتے ہیں۔

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ[2]

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ دشمنوں اور مخالفین کی حالت یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی اچھی حالت پیش آجاتی ہے تو اس سے ان کو دکھ ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی بری حالت آپڑتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر سے کام لو اور تقویٰ اختیار کئے رہو تو تم کو ان کے فریب ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بے شک اللہ ان کے اعمال پر پورا احاطہ رکھتا ہے اور ان کی سزا ہر طرح قادر ہے۔

مسلمانو! حق پر استقامت اختیار کرو اپنی اصلاح میں لگے رہو تمہارے لیے یہی ثابت قدمی اور خوفِ خدا دشمن سے محفوظ رہنے کا بہترین حربہ ہے۔

تقویٰ فلاح دارین کا وسیلہ، سکون و اطمینان کا ذریعہ اور دائمی آرام و آسائش کے حصول کی کلید ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ[3] — بے شک اہل تقویٰ کے لیے دائمی اور لازوال نعمتوں والی جنات ہیں

تقویٰ کی بدولت انسان کو ہدایت ملتی ہے، سیدھا راستہ نصیب ہوتا ہے مصائب کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور قلوب انوار الٰہی سے معمور ہو کر منور ہو جاتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا[4] — اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرکے اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں ہدایت اور نورِ قلب عطا فرمائے گا۔

تقویٰ کیسے حاصل ہو؟ اور دل میں اللہ کا خوف کیسے حاصل ہو؟ قرآن کریم اس سلسلے میں انسانوں کی رہنمائی

---

[1] ۶۰۔ الانفال : ۸ (ترجمہ، اور ان (دشمنان اسلام) سے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعے سے تم اپنا رعب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر)۔ [2] ۱۲۰، سورۃ آل عمران : ۳ [3] ۳۴، سورۃ قلم : ۶۸۔ [4] ۲۹، سورۃ الانفال : ۸۔

یوں کرتا ہے ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ [1] — اے اہل ایمان تقویٰ اختیار کرو اور (اللہ کے نیک) بندوں کے ساتھ رہو ۔

اللہ تعالٰے جس کو بناتے ہیں کسی نیک اور مقبول بندے کی صحبت و تربیت سے بناتے ہیں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ [2] — جو بندے میری طرف رجوع کرتے ہیں (میرا قرب حاصل کرنے میں کوشاں ہیں) تم انکی پیروی کرو (اور ان کی صحبت و معیت اختیار کرو)۔

خداوند تعالٰے کے محبوب و مقبول بندوں کی صحبت و ہم نشینی میں بے پناہ تاثیر ہوتی ہے اور ان کی نظر فیض اثر میں جذب و کشش کی ایسی عظیم قوت پوشیدہ ہوتی ہے جس سے انسان کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہو جایا کرتا ہے انسانیت کی تاریخ گواہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و معیت سے آپ کے صحابہ کرام میں ایسی زبردست تبدیلی پیدا ہوئی اور وہ ایسے عظیم الشان اوصاف سے متصف ہوئے کہ اللہ تعالٰے نے ان کی توصیف ان الفاظ میں فرمائی ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ [3] — یعنی محمدؐ اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں کبھی رکوع میں ہیں کبھی سجدہ ریز ہیں اللہ کے فضل و کرم کی جستجو میں مصروف ہیں اور سجدہ کے آثار اور خشوع و خضوع کے ان کی جبین پر نمایاں ہیں ۔

دنیا جانتی ہے کہ یہ لوگ کفر و شرک کی وجہ سے مردہ تھے لیکن جب نورِ ایمانی سے ان کے سینے منور ہو گئے تو کفر سے ایسا بغض پیدا ہوا کہ اس کا نام سننے کے لیے بھی تیار نہ تھے ۔ بتوں کو اپنے ہاتھ سے توڑ کر خاک آلود کر دیا۔ جان و مال اور اہل و عیال کے مقابلے میں ایمان زیادہ پیارا ہو کر ہر صحابی ہدایت کا مینارِ نور بن گیا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ [4] — (لوگو!) میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے ۔

---

[1] ۱۱۹ : سورۃ التوبہ : ۹ [2] ۱۵ : سورۃ لقمان ، ۳۱ [3] ۲۹ : سورۃ الفتح ، ۴۸

[4] مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ باب مناقب الصحابہؓ

(بقیہ صفحہ ۴۲ پر)